www.novelsclubb.com
NC arts
قصہ
موسف
از قلم صدف بشیر احمد
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

قصہ مؤسف

از قلم

صدف بشیر احمد

www.novelsclubb.com

معاشرتی ناسور پر مبنی ایک افسانہ

ایک ایسی کہانی جس میں ہم ایک ایسے معاشرتی فتنے کا ذکر کریں گے جو اتنا نارملائیز ہو گیا ہے کہ ہم اس پر توجہ نہیں دیتے۔۔

کہانی ایک عام بیٹی کی

کہانی ایک معصوم زندگی کی

دسمبر کی سرد رات۔۔نہایت سیاہ رات۔۔چاند آخری تاریخوں کی جانب تھا۔۔ اس لیے روشنی ناں ہونے کے برابر تھی۔۔لاہور شہر میں رات کے اس پہر خاموشی میں صرف جھینگروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔سیاہ رات میں سنسان سڑک پر ایک سیاہ گاڑی بڑی تیز رفتاری سے اپنا سفر طے کر رہی تھی۔۔ گاڑی میں دو نفوس بیٹھے نظر آرہے تھے۔۔ایک کے تاثرات نہایت دکھی معلوم

ہوتے تھے جبکہ دوسرا شخص جو غالباً ڈرائیونگ کر رہا تھا اس کی پیشانی پر غصے کی شکن واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔۔پہلے شخص کی گود میں لحاف میں لپٹی ہوئی ایک ننھی جان کا ننھا سا ہاتھ نظر آ رہا تھا۔۔

مالک! ایک بار پھر سوچ لیں۔۔پہلا شخص التجائی انداز میں مخاطب ہوا۔۔

کرم دین! میں فیصلہ نہیں بدل سکتا۔۔نہایت سخت لہجے میں جواب دیا گیا تھا۔۔

گاڑی اپنی اس رفتار سے چلتے ہوئے ایک گنجان آباد علاقے میں رکی۔۔دونوں نفوس گاڑی سے اترے۔۔سڑک کی دوسری جانب ایک بڑا کوڑادان رکھا ہوا تھا جو شہر بھر کے کچرے سے اٹا ہوا تھا۔۔

کرم دین! جاؤ اور اسے کوڑے میں پھینک دو۔۔تنفر سے کہتے ہوئے اس شخص نے لحاف میں لپٹی اس ننھی جان کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا۔۔

www.novelsclubb.com

مالک! ظلم ہو جائے گا۔۔مالک رحم کریں۔۔کرم دین روتے ہوئے انکار کر رہا تھا۔۔

کرم دین! مزید بحث کی صورت میں اپنا انجام جانتے ہو نا؟غصے سے کہتے ہوئے کرم دین کو حقارت سے دیکھا۔۔

کرم دین بغیر کچھ کہے آگے بڑھ گیا اور لحاف میں لپٹی اس ننھی جان کو کوڑے دان کے اندر نہایت آہستگی سے لیٹا دیا۔۔روتے ہوئے اس معصوم جان کے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔۔کرم دین نڈھالی سے دو قدم پیچھے ہٹا اور روتے ہوئے گردن موڑ کر مالک کو دیکھا۔۔امید بھری نظریں۔۔شاید مالک کا دل پگھل جائے۔۔اور شاید فیصلہ بدل جائے۔۔

کرم دین! آج کا دن اپنی یاداشت سے نکال دو۔۔مجھے مستقبل میں اس رات کا ذکر کسی تیسرے انسان سے معلوم نہیں ہونا چاہیے۔۔ہم دونوں کے علاوہ ناں کوئی

دیکھ رہا ہے ناں کوئی سن رہا ہے۔۔امید ہے بات سمجھ آگئی ہو گی۔۔مالک کہتے ہی پلٹ گیا۔۔

ایک ذات ہے۔۔جس نے سب دیکھا اور سنا ہے۔۔سر جھکائے کھڑا کرم دین نم آواز میں کہہ رہا تھا۔۔گاڑی کی جانب بڑھتے ہوئے مالک کے قدم ایک دم سے تھم گئے۔۔

کون؟ ہمارے علاوہ کون ہے یہاں؟ گردن پھیر کر چاروں اطراف کا جائزہ لیا۔۔

وہ سب جانتا ہے۔۔وہ جو ناں ہی بے خبر ہے۔۔وہ جو ہر لمحے سے واقفیت رکھتا ہے ۔۔کہتے ہوئے نظریں آسمان کی جانب اٹھائیں۔۔مالک نفی میں سر ہلاتے ہوئے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔۔

میرے رب! اب تو ہی سنبھال لے۔۔میں مجبور ہوں تیرے ان زمینی خداؤں نے میرے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔۔روتے ہوئے فریاد کی۔۔گاڑی کا ہارن سنتے ہی

وہ گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔۔ایک ملازم جو جرم کا چشم دید گواہ تھا مگر افسوس وہ خود ایک غلام تھا۔۔

○○○

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

یہ گنجان آباد علاقے کی ایک مسجد کا منظر تھا۔۔فجر سے پہلے کا وقت تھا۔۔ معمول کے مطابق وہ آج بھی فجر سے پہلے مسجد پہنچ گیا تھا تو تہجد کی دو رکعت نفل ادا کی۔۔ جائے نماز پر بیٹھا وہ شخص تسبیح کے دانے گرا رہا تھا مگر سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔یوں جیسے تھکا ہوا ہو۔۔ مسجد میں اکا دکا لوگ بھی فجر کی تیاری کرتے ہوئے نظر آرہے تھے۔۔اس نے تسبیح لپیٹ کر اپنے جیب میں رکھی اور دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے۔۔

اے پروردگار! تو جانتا ہے میں تیری رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔۔تو جانتا ہے میں نے ہر حال میں شکر ادا کیا۔۔تو جانتا ہے میں رحمٰن کا بندہ بنا رہا کبھی دنیاوی لذتوں کی طرف مائل نہیں ہوا۔۔تو سب ہی جانتا ہے مگر میں مناجات پر یقین رکھتا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہوں۔۔تو مجھے سننا چاہتا ہے اور میں صرف تجھے ہی حال دل سنا دیتا ہوں۔۔آج بہت تکلیف میں مبتلا ہوں۔۔مایوسی گھیر رہی ہے۔۔عجیب خوف سے دوچار ہوں ۔۔وجہ بھی تو جانتا ہے۔۔مجھے اس مایوسی کے کالے سائے سے بچا لے۔۔یہ مجھے لپٹ لے گا۔۔میں گمراہ ہو جاؤں گا۔۔مجھے بچا لے پروردگار۔۔مجھے بچا لے۔۔

جھکے ہوئے سر کو دیکھ کر لگ رہا تھا شاید وہ آدمی رو رہا تھا۔۔فجر کی اذان کا وقت ہوا تو ایک دوسرا شخص اس کے پاس آیا۔۔

رضا صاحب! اذان کا وقت ہو رہا ہے۔۔آجائیں۔۔کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے مخاطب کیا۔۔

www.novelsclubb.com

جی میں بس آرہا تھا۔۔کہتے ہوئے چہرہ صاف کیا۔۔اٹھ کھڑا ہوا اور پہلی صف سے تھوڑا آگے جا کر کھڑا ہو گیا۔۔شاید امامت اسے کرنی تھی۔۔اذان کی آواز بلند ہوئی اور مایوسی چھٹنے لگی۔۔

○○○

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

آسمان پر چڑھی گہری سیاہ نیلاہٹ کی چادر کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ گزری آدھی رات کتنی سیاہ رات تھی۔۔ہلکا سا سیاہی مائل منظر تھا۔۔اندھیرے کی وجہ سے کچھ خاص نظر نہیں آرہا تھا۔۔سردیوں کی صبح بھی مکمل روشن ہونے میں وقت لیتی ہے۔۔وہ سیاہ گرم چادر اوڑھے ہوئے تقریباً بھاگتے ہوئے اس کوڑے دان کے پاس پہنچا تھا۔۔ہانپتے ہوئے اندر جھانکا مگر وہاں سوائے کوڑے، کچرے کے کچھ ناں تھا۔۔

www.novelsclubb.com

کیا کوئی انسان لے گیا؟ یا کوئی حیوان؟ سوکھے ہونٹوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خود کلامی کی۔۔

کرم دین اس گناہ کا ازالہ کیسے کرو گے؟ فکرمندی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔بے چینی سے نظریں چاروں اطراف میں دیکھ رہی تھیں کہ دور ایک شخص آبادی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

والے علاقے کی جانب جاتا نظر آیا۔۔اس کے پاس شاید کوئی روشنی تھی جس سے وہ راستہ دیکھ کر چل رہا تھا۔۔اس کے ہاتھوں میں کچھ اور بھی تھا۔۔کرم دین تقریباً بھاگتے ہوئے اس شخص کے پیچھے گیا تھا۔۔چھپتے چھپاتے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کرم دین آبادی والے علاقے میں پہنچ چکا تھا۔۔جس شخص کا پیچھا کر رہا تھا وہ تو ایک گھر میں داخل ہوا۔۔دروازے بند کرنے کے لیے جب پلٹا تو کرم دین نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔

یااللہ! تیرے کھیل نرالے۔۔روتے ہوئے سر اٹھایا۔۔

مجھے یقین ہے تو نے جس شخص کے ہاتھوں میں یہ زمہ داری دی ہے وہ یہ زمہ داری جی جان سے نبھائے گا۔۔روتے ہوئے سیاہ گرم چادر سے اپنا چہرہ صاف کیا۔۔

وہ مطمئن تھا۔۔وہ ننھی جان محفوظ تھی۔۔

وہ واپس آیا تھا۔۔پچھتاوے کی مار سے بچنے کے لیے۔۔مگر وہ معصوم وجود اب کسی اور کے حوالے کر دی گئی تھی۔۔مگر کتنے عرصے تک؟

○○○

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

گھر کے گیٹ سے اندر جھانکا جائے تو گھر کسی دلہن کی مانند لگ رہا تھا۔۔ مختلف پھولوں سے سجا گھر دیکھ کر باہر سے آنے والا کوئی بھی شخص بآسانی بتا سکتا تھا کہ شادی والا گھر ہے۔۔ آنگن میں بچھی چٹائی پر بیٹھی وہ عورتیں مہندی تیار کر رہی تھیں۔۔ ایک دوسرے کو ٹہوکا دے کر کسی بات پر قہقہ لگا کر ہنس دیں۔۔ نعیمہ بیگم چائے کی ٹرے لیے آنگن کی جانب بڑھ گئی۔۔ دلہن کی ماں تھی۔۔ سو کام کرنے تھے۔۔ مگر بیٹی کی رخصتی کا سوچتے ہی وہ آبدیدہ ہو جاتی تھیں۔۔ کوئی کونہ تلاش کر کے وہاں رونے بیٹھ جاتی تھیں۔۔

سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ ماں کو متلاشی نظروں سے ڈھونڈ رہی تھی کہ وہ سامنے ہی نظر آ گئی۔۔

ماں! وہ کہتے ہوئے ان کی جانب بڑھنے لگی۔۔

ارے زہرا۔۔ایسے کیسے کمرے سے باہر نکل آئی ہاں۔۔۔فکر مندی سے کہتے ہوئے ایک عورت (جس کے ہاتھوں میں مہندی لگی ہوئی تھی)اس کی جانب آئی۔۔

خالہ میں ماں سے بات کرنے جارہی تھی۔۔دیکھیں نا۔۔اتنی دیر سے میں نے گڈو سے کہہ کر بلاوا بھیجا تھا۔۔یہ تو مجھے ابھی سے بھول گئی ہیں۔۔کہتے ہوئے مصنوعی خفگی سے ماں کو دیکھا۔۔

سو کام کرنے ہوتے ہیں۔۔اکلوتی بیٹی کی شادی پر ماں بڑی ہڑ بڑاہٹ کا شکار ہوتی ہے۔۔چلو واپس جاؤ۔۔چٹائی پر بیٹھی دوسری خاتون نے ڈانٹ کر کہا۔۔

ماں!اب کی بار بھرائی ہوئی آواز میں مخاطب کیا۔۔

ارے بھئی آرہی ہوں۔۔کہتے ہوئے وہ زہرا کی جانب آئی۔۔

www.novelsclubb.com

کیا ہو گیا ہے؟ایسے کمرے سے باہر نہیں آتے۔۔تم مایوں میں بیٹھی ہو۔۔ون وہا کی دلہن یوں کمرے سے باہر نہیں نکل سکتی۔۔کہتے ہوئے اپنی بیٹی کا معصوم چہرہ دیکھا۔۔

آپ چلیں میرے ساتھ۔۔کہتے ہوئے زہرا ان کا ہاتھ تھام چکی تھی۔۔

اب دونوں ماں بیٹی رونے مت بیٹھ جانا۔۔خالہ ہانکتے ہوئے کہہ رہی تھی جبکہ وہ دونوں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔

ماں! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔مجھے آپ کو اور بابا کو چھوڑ کر نہیں جانا۔۔زہرا روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

www.novelsclubb.com

تمہارے بابا نے اگر تمہیں اس طرح روتے ہوئے دیکھ لیا تو میری شامت آجائے گی۔۔نعیمہ بیگم نے مسکراتے ہوئے اس کے ناک کی چٹکی بھری۔۔

ماں! میں وہاں کیسے رہوں گی؟نئے لوگوں میں۔۔وہ اپنا ڈر بتا رہی تھی۔۔

زہرا! میں جانتی ہوں بیٹا۔۔شروعات میں تھوڑا مشکل ہوتا مگر پھر وہ تمہارا گھر ہو گا اور اپنے گھر کی عادت لگ ہی جاتی ہے۔۔کہتے ہوئے اس کے سر پر دوپٹہ ڈالا جو بار بار سرک جاتا تھا۔۔

بابا اور آپ میرے بغیر رہ لیں گے ؟یوں جیسے وہ شکوہ کر رہی تھی۔۔

میں اور تمہارے بابا تم سے ملنے آتے رہیں گے اور تم بھی شیراز کے ساتھ گھر آتی رہا کرنا۔۔ماں نم آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔

زہرا کچھ کہے بغیر ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔ماں مسکراتے ہوئے اس کا سر سہلا رہی تھی۔۔اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔۔کچھ سال پہلے جب پہلی بار زہرا نے ان کا ہاتھ تھاما تو نعیمہ بیگم پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں تھی۔۔آج وہ اپنی جان کا ٹکڑا کسی اور کے حوالے کرنے جا رہے تھے۔۔بہت مشکل امر ہے بیٹی انجان لوگوں کے حوالے کرنا۔۔

○○○

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

کمرے میں موجود تمام افراد کے تاثرات کافی پریشان کن تھے۔۔وہ گاہے بگاہے گردن موڑ کر اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔۔شادی کو ابھی صرف دس دن ہوئے تھے۔۔وہ خود پر نظریں محسوس کرتے ہوئے مزید سر جھکا گئی۔۔پریشانی کے سبب ہاتھ کی ہتھیلی پر انگلیاں مسل رہی تھی۔۔

زہرا! وہ کیا کہتے ہیں بیٹا؟ باپ کے پریشان کن لہجے کو سنتے ہی اس کا دل بھر آیا۔۔

بابا! وہ کہتے ہیں تم ایک بائیک تک جہیز میں نہیں لائی ہو۔۔ تمہیں شوہر کی عزت کا خیال رکھنا چاہیے اور اپنے والد سے کہو ایک بائیک تمہیں خرید کر دیں تاکہ ہم بھی رشتے داروں سے کہہ سکیں ہماری بہو اپنے شوہر کا بہت خیال کرتی ہے۔۔زہرا سر جھکائے اپنی ساس کے الفاظ دہرا رہی تھی۔۔

وہ خاموشی سے سب سن رہے تھے۔۔ابھی صرف دس دن ہی ہوئے تھے۔۔وہ مزید بات کو خراب کرنے کے بجائے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے جیسے حامی بھر رہے تھے۔۔

شادی میں بھی کافی خرچہ ہوا ہے۔۔تم ان سے کہنا بابا اگلے مہینے بائیک خرید کر دیں گے۔۔میں کوشش کرتا ہوں کچھ بندوبست ہو جائے۔۔کہتے ہوئے اپنی بیٹی کے ہاتھوں کو دیکھا جس کی مہندی ابھی تک رچی ہوئی تھی۔۔لال رنگ دلہن والا روپ۔۔مگر وہ پریشان سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔

زہرا! بابا کر لیں گے کچھ نا کچھ۔۔پریشان ناں ہو۔۔کہتے ہوئے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔زہرا شرم سے مزید سر جھکا گئی۔۔وہ اپنی ساس کو انکار کرنا چاہتی تھی مگر دس دن کی دلہن تھی۔۔عجیب ڈر سا لگا رہتا تھا۔۔انکار کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔۔

جی بابا۔۔ کہتے ہوئے اپنے باپ کا ہاتھ تھام لیا۔۔ بوڑھا ہاتھ۔۔ مشقت کی منہ بولتی تصویر۔۔ کیسے وہ ساٹھ ستر ہزار کی بائیک کا بندوبست کریں گے۔۔ زہرا بے چینی سے پہلو بدل کر رہ گئی۔۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

oooooooooooooooooooooooooooooo

کرم دین دروازے سے لگا کھڑا صدماتی نظروں سے گھر کے اندر اس ماتم کو دیکھ رہا تھا جو کچھ دیر پہلے قیامت بن کر ان کی زندگیوں میں اچانک برپا ہوا تھا۔۔ گھر کے آنگن میں جلی لاش رکھی ہوئی تھی۔۔ آس پاس عورتوں کی آہ بکا سنائی دے رہی تھی۔۔

www.novelsclubb.com

کرم دین کی نظروں نے اس شخص کو دیکھا۔۔ جو نڈھالی سے بس اس لاش کو دیکھ رہا تھا۔۔ اس کے حلیے کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ذہنی توازن کھو چکا ہے۔۔

بس اتنی سی عمر کا سکھ تھا۔۔ کیا وہ واقعی اس ظلم کی مستحق تھی۔۔

کرم دین چلتے ہوئے اس شخص کے پاس بیٹھ گیا۔۔ مدھم آواز میں اس کا نام پکارا۔۔

رضا صاحب! یہ ظلم نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔ آپ نے زمہ داری ادا کرنے میں غلطی کر دی۔۔ کرم دین جلی ہوئی لاش کو دیکھتے ہوئے بے خیالی میں بول رہا تھا۔۔ اپنی بچی کن ظالموں کے حوالے کر دی تھی؟ نم آواز میں پوچھا۔۔

وہ میری بچی مجھے زندہ لوٹا دیتے۔۔ میں آف تک ناں کرتا۔۔ نڈھال لہجے میں جواب آیا۔۔ مگر یوں اس کے وجود کا تقدس پامال تو ناں کرتے۔۔ تکلیف ہی تکلیف تھی۔۔

یہ پیدائشی بدبخت تھی۔۔ اچانک کرم دین کا لہجہ نہایت سخت تھا۔۔ رضا صاحب حیران کن نظروں سے اس انجان شخص کو دیکھ رہا تھا۔۔

میں نے دیکھا تھا رضا صاحب! جب اس کوڑے دان سے آپ نے اسے اٹھایا تھا۔۔ اس سرد رات میں۔۔ جب بہت سے دل سرد اور سخت ہوئے تھے وہاں آپ کے دل کی مراد پوری ہوئی تھی۔۔ کرم دین مدھم آواز میں کہہ رہا تھا۔۔

بے اولاد رضا صاحب جب دس سال بعد صاحب اولاد ہوئے تھے۔۔ایک تحفہ اس سرد رات میں آپ کے گھر لحاف میں لپٹا آیا تھا۔۔کرم دین مدھم آواز میں بتا رہا تھا۔۔

ماضی اٹھارہ سال پہلے۔۔دسمبر کی سرد رات

فجر کی ادائیگی کے بعد وہ اپنے گھر کی جانب رواں تھے۔۔خاکی رنگ کی گرم چادر اوڑھے ہوئے وہ مکمل طور پر خود کو ڈھانپے ہوئے تھا مگر سردی اتنی زیادہ تھی کہ وہ ٹھٹھرتے ہوئے قدم بڑھا رہے تھے۔۔چھوٹا سا سیاہ رنگ کا نوکیا فون ان کے ہاتھ میں تھا جس کی روشنی میں وہ راستہ دیکھ کر چل رہے تھے۔۔گنجان آباد علاقہ تھا تو سانپ بچھو کھلے عام گھومتے پھرتے نظر آجاتے تھے۔۔چلتے ہوئے ان کا گزر کوڑے دان سے ہوا مگر وہ ٹھٹھرتے ہوئے قدم بڑھاتے ہوئے آگے نکل گئے۔۔

کچھ دور گئے تھے کہ ایک بچے کے رونے کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔۔قدم جم گئے۔۔ گردن موڑ کر دیکھا مگر اتنا اندھیرا تھا کہ صرف سیاہی مائل منظر میں درخت نظر آرہے تھے۔۔وہ سر جھٹک کر آگے بڑھنے لگے۔۔ مگر پھر پیچھے سے آواز سنائی دی۔۔

یااللہ تعالیٰ خیر فرما۔۔رضا صاحب گردن موڑ کر دیکھنے لگے۔۔آواز کی سمت جاننے کے لیے وہ دو قدم آگے آئے تو محسوس ہوا کوڑے دان میں سے آواز آرہی تھی۔۔

اے میرے رب! کیا وہاں کچھ ہے یا میرا وہم مجھے الجھا رہا ہے؟ رضا صاحب خود کلامی کرتے ہوئے اس کوڑے دان کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔ابھی چند قدم کی دوری تھی کہ بچے کی آواز پھر بلند ہوئی۔۔رضا صاحب تقریباً بھاگتے ہوئے اس کوڑے دان کے سرہانے پہنچ گئے۔۔اندر جھانکا تو دل لرز اٹھا۔۔سیاہ لحاف میں لپٹی ہوئی ایک ننھی بچی۔۔چند گھنٹوں کی لگتی تھی۔۔یوں جیسے ولادت کے فوراً بعد پھینک دی گئی تھی۔۔روتے ہوئے اس بچی نے لحاف میں سے ہاتھ باہر نکال لیا

تھا۔۔ہونٹ سوکھ گئے تھے۔۔نڈھالی سے وہ بچی اب روتے روتے تھک گئی تھی۔۔

یااللہ رحم۔۔کہتے ہوئے اس بچی کو اٹھالیااور اپنی خاکی رنگ کی گرم چادر میں اسے اپنے سینے سے لگا کر چھپا دیا۔۔وہ بچی اب ہلکی ہلکی تھکی ہوئی آوازیں نکال رہی تھی۔۔گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔رضا صاحب گردن پھیر کر چاروں اطراف میں دیکھنے لگے۔۔کوئی انسان تو کیا یہاں تو کوئی چوپائے کا وجود بھی نظر نہیں آرہا تھا۔۔

یااللہ! یہ کیا ظلم ہے؟رضا صاحب اس بچی کو سہلاتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہے تھے۔۔

وہ بچی اب تقریباً بے ہوش ہو چکی تھی۔۔رضا صاحب کچھ سوچے بغیر اس بچی کو لے کر گھر کی جانب بھاگے تھے۔۔وہ جانتے تھے آج گھر میں ان کے کچھ مہمان آئے تھے۔۔ایک لیڈی ڈاکٹر بھی۔۔وہ اس بچی کو سنبھال لے گی۔۔

مگر صرف اس ایک دن کے لیے نہیں رضا صاحب نے ساری زندگی کے لیے اس بچی کی زمہ داری قبول کرلی۔۔کیوں ناں کرتے آخر ربّ العالمین نے انہیں چنا تھا۔۔

حال۔۔۔۔

زہرا میری بیٹی ہے۔۔رضا صاحب کا گلا رندھ گیا۔۔وہ میری بچی ہے۔۔کوئی مجھے میری معصوم بچی واپس زندہ لوٹادے۔۔کرب سے کہتے ہوئے چہرہ ہتھیلیوں میں چھپالیا۔۔

اس رات اس بچی کو میں نے کوڑے دان میں پھینکا تھا۔۔یہ جرم میرے ہاتھوں میرے مالک نے کروایا تھا۔۔میں واپس بھی آیا تھا مگر میں نے دیکھ لیا تھا کہ یہ بچی

محفوظ ہاتھوں میں ہے۔۔میں واپس لوٹ گیا۔۔سارے راز دفن کر کے۔۔کرم دین کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔۔

زہرا کو اتنے سالوں سے کچھ معلوم نہیں تھا۔۔مگر کل رات اسے بتا دیا گیا۔۔رضا صاحب اپنا سر گھٹنے پر رکھے اپنی بیٹی کی جلی لاش کو دیکھ رہے تھے۔۔

زہرا کا فون آیا۔۔کہنے لگی کہ بابا میں تو کبھی آپ کی اولاد تھی ہی نہیں تو پھر کیوں آپ میرے نصیب کا بوجھ اٹھائیں گے ؟اور پھر اس کے بعد اس کی آواز ہی نہیں آئی۔۔رضا صاحب کرب سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھے۔۔

میری بچی نے موت قبول کر لی۔۔وہ تھک گئی تھی۔۔بہت تھک گئی تھی۔۔رضا صاحب پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔۔

میری بچی پر مٹی کا تیل ڈال کر اسے زندہ جلا دیا ان ظالموں نے۔۔کتنا تڑپی ہو گی میری بچی۔۔باآواز روتے ہوئے زہرا کی ماں بین کر رہی تھی۔۔

کاش یہ اسی دن مر جاتی۔۔اس گندے کوڑے دان میں۔۔کرم دین کٹی آواز میں کہہ رہا تھا۔۔کم از کم اس اذیت ناک موت سے تو وہ موت بہتر تھی۔۔کرم دین اس جلی لاش کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

زہرا! رضا صاحب مدھم ٹوٹی ہوئی آواز میں اسے پکار رہے تھے۔۔

تم میری بیٹی ہو۔۔تم نے غلط کہا تھا زہرا۔۔تم میری بیٹی ہو میری اولاد۔۔زہرا لوٹ آؤ۔۔اب تو وہ شخص کوئی پاگل سا معلوم ہوتا تھا۔۔جلی لاش جس میں چہرہ تک جھلس گیا تھا اور بال تقریباً جل گئے تھے۔۔ایسے میں اگر کوئی اپنی دل عزیز اولاد کو دیکھے گا تو ذہنی توازن برقرار رکھنا مشکل ہے۔۔

آنگن کے وسط میں رکھی چارپائی پر جلی لاش کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ ایک نو عمر معصوم بچی کی وہ سزا تھی جس میں اس کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ جہیز میں سسرال کی توقع کے مطابق سامان نہیں لائی تھی۔۔شادی کے تین ماہ میں وہ جن اذیتوں سے گزری یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔سسرال سے آئے دن نت نئے

سامان کی مانگ اسے ذہنی طور پر تھکا چکی تھی۔۔اب تو ہاتھ بھی اٹھنے لگا تھا۔۔وہ زخم چھپا دیتی تھی۔۔وہ کیسے اپنے بوڑھے باپ کو اپنا زخم دکھاتی یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کی تکلیف نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔ مگر وہ ڈرتی تھی معاشرہ کیا کہے گا۔۔ تین ماہ بھی شادی قائم ناں رکھ سکی۔۔اسی لڑکی کا قصور ہو گا کیونکہ شادی جب ٹوٹ جاتی ہے تو قصور عورت سے پوچھا جاتا ہے مرد سے نہیں۔۔ عورت میں کوئی کمی ہو گی ۔۔ عورت نافرمان ہو گی۔۔ عورت کو ازل سے اپنے ہر عمل کی صفائیاں پیش کرنی پڑتی ہیں۔۔

آج ایک اور بیٹی سہی ایک بار اور معصوم بچی زندگی کی بازی ہار گئی تھی۔۔ کیونکہ شاید زندہ رہتی تو معاشرہ جینا حرام کر دیتا۔۔ہر روز اسے نئی موت کا سامنا کرنا پڑتا ۔۔اسے ایک ایسے جرم کی سزا کے طور پر موت دی گئی تھی جس جرم کی اسلام میں تو سختی سے منائی کی گئی ہے۔۔

www.novelsclubb.com

کہانی میں ظلم کی بات کی گئی ہے۔۔بہت ساری زہر اموت کے گھاٹ اتاری گئی ہیں۔۔بہت ساری زہر اکوڑے دان میں ملیں گی اور ایسی کتنی ہی زہر اد فنائی گئی ہیں ۔۔مگر کوئی کہتا نہیں۔۔حق سچ کی بات کرتا نہیں۔۔کب تک؟کیا یہ ظلم کی آندھی کبھی تھمے گی؟کیا کوئی صبح سب کی روشن ہو گی؟کیا کسی جان کی قدر کی جائے گی؟

ان سارے سوالات کا جواب آپ دیں گے۔۔خود سے پوچھئے گا۔۔

دعاؤں کی طلبگار

صدف بشیر احمد

www.novelsclubb.com